مولای صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلہم

درسِ حدیث

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہِ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

مسلمانوں کی حکومتوں کے زوال کا سبب بداعمالیاں ہیں نہ کہ مذہب
اسلام میں سب سے پہلی سزا اور نبی علیہ السلام پر اُس کا اثر، خدائی نمائندگی کے فوائد
اسلام سے متصادم موجودہ عدالتی نظام، پاکستان میں اسلام پر عمل نہیں ہوا بلکہ دھوکہ ہوا

تخریج و ترتیب : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

(کیسٹ نمبر ۳۷، سائیڈ اے، ۸۴۔۷۔۱۳)

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ آپ میرے پاس آئیں تو میں آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے دعا کروں گا۔ دعا میں آپ نے جو ارشاد فرمایا اس میں یہ تھا کہ خداوند کریم ان کی اور ان کی اولاد کی ایسی بخشش فرمادے کہ کوئی گناہ نہ رہے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد حضرت عبداللہ ابن عباسؓ بہت بڑے آدمی گزرے ہیں "حبر" یعنی علامہ کہلاتے تھے اسی طرح اور حضرات بھی اسی درجہ کے گزرے ہیں بڑے بڑے، حضرت قثم ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں اور بہت سارے لڑکے تھے ان کے ان سب کے لیے یہی صورت ہوئی کہ سب نے بہت اچھے اچھے کام کیے اور بڑے درجے پائے تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر یہ بھی ہوا کہ ان کے پاس خلافت آگئی، وہ خلافت ایک طویل دور تک چلتی رہی بہت صدیوں۔ اُس کے بعد سلطنتِ عثمانیہ ترکیہ کا دور آگیا پھر اس کے بعد انگریز کا دور شروع ہوا یہ اس صدی میں شروع ہوا، اس صدی کے اوائل تک اسلامی حکومت بہت بڑی موجود رہی۔

مسلمانوں کی حکومتوں کے زوال کے اسباب :

مسلمانوں کی حکومتوں کے زوال کے اسباب کیا ہیں ؟ زوال کے اسباب میں بڑا سبب جو دو لفظوں میں کہا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ عمل نہیں کیا۔ یہ کہیں بھی نہیں ہے کہ اسلام پر عمل بھی کیا ہو اور زوال بھی ہوا ہو، یہ دو چیزیں کہیں جمع نہیں ہوئیں جب اسلام پر عمل کیا تو ترقی ہوئی عروج ہوا جب اسلام پر عمل چھوڑ دیا تعلیمات سے غفلت ہوئی تو پھر زوال آیا۔

اسلام سے غفلت کا نتیجہ :

اسلامی تعلیمات سے غفلت ہوئی تو انسان بجائے اس کے کہ دوسروں کو اسلام کی دعوت دے اپنے گھر بیٹھ جائے گا یا آپس میں جھگڑنے لگ جائے گا اور بے معنی جھگڑے تو اختلاف بھی پیدا ہوگا سازشیں بھی ہوں گی۔

پاکستان بناتے وقت دو قسم کی سوچ :

تازہ بات آپ دیکھ لیجئے کہ پاکستان بنا "دُنیا برائے دُنیا" اور "دُنیا برائے آخرت" دونوں چیزیں اُس میں جمع تھیں۔ دُنیا برائے دُنیا اُن لوگوں کا مقصد تھا جنھوں نے سوچا ہم ایک حکومت بنالیں گے وہاں ہماری ہی تجارت ہوگی ہماری ہی زراعت ہوگی ہماری ہی حکومت ہوگی ہمارا غلبہ ہوگا ہم جو چاہیں گے کریں گے ایک روپے کی چیز چار روپے میں بیچیں گے سو پرسنٹ تو کوئی چیز ہی نہیں ہے اس سے بہت زیادہ نفع لیں گے تو ایسے لوگ جو صاحبِ اغراض تھے اور بہت بڑے بڑے جاگیردار تھے یا بڑے بڑے تاجر تھے ان لوگوں کا نظریہ یہ ہوا کہ اس طرح سے ہم اپنا علاقہ لیں اور اس میں ہم یہ کریں۔ یہ "دُنیا برائے دُنیا" ہوگئی۔ دوسری چیز تھی کہ ترک دُنیا برائے آخرت تو ایسے لوگ بھی تھے اس میں، عوام میں ایسے لوگ تھے کہ جن کو کوئی لالچ نہ تھا وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہاں اسلام ہوگا وہ صرف اسلام کے نام پر آئے اس خطہ میں اسلامی حکومت ہوگی تو اس لالچ میں انھوں نے آخرت کے لیے قربانیاں دیں اور سچ مچ جب پاکستان بنا تھا تو لوگوں کا حال یہی تھا کہ اُن سے کوئی اور قربانی مانگی جاتی تو وہ وہ بھی دے دیتے لیکن جو صاحب اغراض حکام تھے یا تجار تھے یا زمیندار تھے اُن لوگوں کا غلبہ رہا تو وہ دُنیا برائے دُنیا وہ لوگ یہی فلسفہ جانتے تھے۔

دین برائے دُنیا :

اور ایسا طبقہ بھی ہے کہ "دین برائے دُنیا" استعمال کر لیتے ہیں۔ دین کو نقصان چاہے ہو جائے دُنیا کا نفع ہو

جائے تو غلبہ اتفاق سے ان لوگوں کا ہو گیا یہاں وہ حکمران جنہوں نے انگریز کا مقابلہ کیا ہو قربانیاں دی ہوں ان کے پختہ نظریات قائم ہوئے ہوں وہ لوگ حکومت پر نہیں آئے۔

''سر'' کے خطاب یافتہ حکمران :

حکومت پر وہ لوگ آئے ہیں جو ہمیشہ انگریز کے آگے جھکے رہے ہیں چاہے وہ خطاب یافتہ ہوں ''سر'' ہوں چاہے وہ بڑے بڑے زمیندار ہوں اور چاہے وہ بڑے بڑے تاجر ہوں یا بڑے بڑے عہدوں پر ترقی یافتہ ہوں وہ طبقہ تھا ان کا رخ ہمیشہ جیسے قبلہ کی طرف رہتا ہے ایک مسلمان کا اس طرح سے ان کا رُخ انگریز کی طرف رہا ہے۔ اب بتائیے کہ جب یہاں اُس عنصر کا غلبہ ہو گیا جو دُنیا برائے دُنیا اور دین بھی برائے دُنیا جب اُن کی اپنی حکومت خطرہ میں ہوتی تو کہتے تھے کہ اسلام خطرہ میں ہے اپنی حکومت خطرہ میں ہوتی تھی تو کہتے تھے کہ ملک خطرہ میں ہے حقیقتاً مراد اسلام سے اور ملک سے خود تھے کہ ہم خطرہ میں ہیں۔ اس طرح کا سلسلہ جب چلتا ہی رہا ایک طویل عرصہ تو اُس کے اثرات مرتب ہوئے ورنہ ایک حصہ یہ (مغربی پاکستان) ایک حصہ وہ (مشرقی پاکستان) یہاں بری رابطہ تو ہے ہی نہیں سمندر ہے تو بیچ میں دوسرے ملک کے سمندر آتے ہیں ہوائی راستہ ہے تو بیچ میں دوسرا ملک آتا ہے زبان ان کی یہ نہیں جو یہاں ہے رہن سہن کا فرق آداب کا فرق آب وہوا کا فرق تمام چیزوں کا فرق ہے پھر بھی وہ ساتھ لگے رہے۔

اغراض پرستی کا وبال :

مگر جب یہ ہوا کہ دُنیا برائے دُنیا کا فلسفہ چل پڑا اور دیکھا کہ دین بھی برائے دُنیا ہے تو پھر اُن لوگوں پر اور طرح کے آثار نمودار ہونے شروع ہوئے۔ اُنہوں نے بھی پھر اپنی اغراض دیکھیں اور اُنھوں نے پھر علیحدگی کا مطالبہ کیا اور اُس میں وہ کامیاب ہو گئے اُس علیحدگی کے مطالبہ کو دبانا چاہا اب دبانے کے لیے کیا چیز ہو سکتی ہے وہ تو قربانی دے کر ساتھ لگے ہوئے تھے تو قربانی کو قائم رکھنے والی چیز تو دین ہوتا ہے اگر وہ ہوتا ہے تو وہ ساتھ رہتے، وہ یہاں تھا ہی نہیں تو آدھے آدھے حصے کٹے ہوئے ہیں۔ بنگال اتنا بڑا آباد صوبہ آبادی کے لحاظ سے گھنی آبادی والا صوبہ آدھا اِدھر آدھا اُدھر، پنجاب آدھا ادھر آدھا اُدھر، کشمیر آدھا ادھر آدھا اُدھر تو ان تمام چیزوں کو برداشت کیا اعزاء و اقرباء کی جدائی بھی برداشت کی۔ کشمیر والے آدھے اِدھر ہیں آدھے اُدھر ہیں رشتہ دار بھی ادھر ہیں اور اُدھر ہیں، پنجاب کا ایک حصہ ایسا ہے جو خالی ہو گیا وہ ادھر آ گئے یا اُدھر کی طرف کہیں چلے گئے، بنگال میں بھی یہی صورت آدھے اِدھر آدھے اُدھر، آسام میں بھی یہی ہے بلکہ شہر بھی ایسا ہی ہے سلہٹ شہر تقسیم ہوا ہے۔ یہ چیز اس طرح کی پیدا ہوئی تھی اسلام کے نام پر پھر چلتی رہی ایک عرصہ تک

باوجود دھوکوں کے بھی چلتی رہی لیکن پھر نہیں چل سکی۔ نقصان ہوگیا مسلمان مزید بٹ گئے کمزور ہو گئے تین حصوں میں بٹ گئے مسلمان بلکہ تقریباً چار حصوں میں بٹ گئے۔ برما بھی الگ ہوگیا اُس میں بھی گئے اس میں بھی مسلمانوں کا نقصان ہو رہا ہے، بنگلہ دیش میں ہوگئے، ہندوستان میں ہوگئے، پاکستان میں ہوگئے۔ ان چار جگہوں پر مسلمان بٹ کر رہ گئے اور ان کی قوت بھی پہلے سے کمزور ہوگئی۔ پہلے تو سوچا کرتے تھے کہ ہم جائیں گے اور دہلی پر جھنڈا لگائیں گے اب تو یہ تصور ختم ہو گیا "کشمیر لے کر رہیں گے" اب تو سننے میں بھی نہیں آتا کوئی "کشمیر لے کر رہیں گے" کا نعرہ لگاتا ہو نام لیتا ہو کچھ بھی نہیں ہو رہا تو یہ کیا ہے؟ یہ کس وجہ سے ہے؟ یہ بے عملی کی وجہ سے ہے۔

پاکستان میں اسلام پر عمل نہیں ہوا بلکہ دھوکہ ہوا :

آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ جناب یہاں تو اسلام پر عمل ہو رہا تھا پھر یہ ہوا، نہیں بالکل نہیں ہوا اسلام پر عمل، دھوکہ ہوا تھا تو پھر اس کی سزا بھگتی ہے اور اب بھی جتنا قائم ہے وہ بھی خدا کا فضل ہے ہمارے عمل ایسے نہیں ہیں اور اب تک یہاں کوئی چیز اسلام والی نہیں آرہی۔

اسلام کا مطلب :

اسلام کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ اسلام کے قانون کا غلبہ ہو، خدا کے احکام کا غلبہ ہو وہ تو نہیں ہے یہاں تو خدا کے احکام مغلوب ہیں ان سے بالا ہے حاکم وقت کا حکم تو پھر حاکم وقت کی حکومت ہوئی۔ یہاں حاکم وقت خدا کا نمائندہ نہیں ہوا۔

مثال سے وضاحت :

جب شریعت میں سزائیں آگئیں اور بتلادی گئیں کہ اس کی سزا یہ ہوگی اس کی یہ سزا یہ ہوگی تو پھر ایک ایسی شکل پیش آئی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک کیس آیا چوری کا۔ سب سے پہلے سزا جو ملی ہے وہ بروایت امام اعظم ابوحنیفہؒ چوری کی ملی، سب سے پہلی حد جو جاری ہوئی ہے وہ چوری کی حد جاری ہوئی ہے۔ اُس میں یہ قصہ پیش آیا کہ وہ سامنے پیش ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دے دیا اب جب فیصلہ دے دیا تو طبیعت پر اتنا اثر ہوا کہ آپ کا رُوئے مبارک سفید ہوگیا جیسے راکھ سفید ہوتی ہے تو صحابہ کرامؓ نے جو اس قدر زیادہ خیال رکھتے تھے جناب رسول اللہ ﷺ کے ہر منشاء کا کہ وہ چہرہ کے آثار سے جو چیز محسوس ہوتی تھی اُسے ختم کر دیتے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب بدر میں

قید ہو کر آئے تھے تو بے چین تھے ان کی بے چینی سے رسول اللہ ﷺ کو بے چینی رہی تو ان کے بندھن جو تھے وہ ہلکے کر دیئے گئے اور صحابہ کرامؓ نے چاہا کہ ان کا جو فدیہ ہے وہ چھوڑ دیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ایک درہم بھی مت چھوڑنا اس میں کوئی تخصیص برتنے کی ضرورت نہیں۔ وہ آئے تھے کفار مکہ کی طرف سے اور پکڑے گئے تھے گرفتار ہو گئے تھے۔ وہ ایک صحابی اور آثار دیکھے جیسے کہ طبیعت پر کوئی بات ناگوار گزری ہو پتا چلایا اُنہوں نے کہ کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ جو ناگوار گزری ہو تو معلوم ہوا کہ وہ بہت پکا مکان گنبد نما بنا رہا تھا۔ ادھر سے گزرتے ہوئے دریافت فرمایا تھا کہ یہ کیا ہے کس کا ہے؟ تو صحابی کو خیال ہوا کہ شاید یہ وجہ ہو تو وہ مکان گرا کر پھر آئے تو آثار دیکھتے تھے چہرہ مبارک کے تو جب صحابہ کرامؓ نے اتنا بڑا اثر دیکھا تو عرض کیا کہ ہم اسے چھوڑ دیں تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس لانے سے پہلے تم نے ایسا کیوں نہیں کیا۔ میرے پاس آنے سے پہلے پہلے کر لیتے چھوڑ دیتے اُسے۔ ایک آدمی نے چوری کی ہے گھر والے جمع ہو گئے دوسرے گھر والے بھی تیسرے گھر والے بھی برادری کے چند افراد چند گھرانے جمع ہو گئے انھوں نے اسے لعنت ملامت کی اور وہ کیس وہیں کا وہیں رہ گیا عدالت تک نہیں گیا تو عدالت یہاں دخل دینے تو نہیں آئے گی۔ آج بھی یہی ہے اسی طرح سے اور کوئی بڑا کیس ہو گیا چلو مال بھی واپس کرا دیتے تو بھی یہی ہے کہ کوئی عدالت تک کیس نہیں لے گیا تو کچھ بھی نہیں۔

موجودہ عدالتی طریقہ :

اب عدالت تک کیس پہنچ بھی جائے پھر یہ اختیار ہو جج کو کہ چاہے تو اسے سزا دے اختتام عدالت تک کی کہ جب تک میں یہاں بیٹھا ہوں جب تک تم بھی سزا میں ہو یہی قید ہے تمہاری تا برخاست اجلاس اور چاہے وہ اُسے سزا دے دے چھ مہینے کی چاہے وہ سزا دے دے سال کی اور چاہے وہ اس کے ساتھ جمع کر دے دس کوڑے بھی اور پھر یہ کہہ دے کہ دس ہزار جرمانہ بھی تو یہ کیا ہو رہا ہے تو یہ کوئی چیز نہیں ہے یہ تو انسان کی بنائی ہوئی ہے اس لیے ایسے ہو رہا ہے۔

اسلامی طریقہ :

اب دوسری چیز سمجھئے وہ دین کی ہے وہ وہ ہے جو جناب رسول اللہ ﷺ نے بتلائی سمجھائی کہ جب تک کیس پیش نہ ہو تو پھر تمہیں اختیار ہے ہمارے پاس لاؤ یا نہ لاؤ لیکن جب ہمارے سامنے کیس آ گیا تو ہمارا اختیار بھی ختم ہو گیا ہم بھی کچھ نہیں کر سکتے ہم کوئی چیز نہیں ہیں ہم صرف خدا کا حکم نافذ کرنے والے ہیں بس اس کے سوا ہم اپنی منشاء سے کوئی دخل نہیں دے سکتے اتنا دیکھیں گے کہ گواہ صحیح ہیں گواہوں پر جرح کر سکتے ہیں گواہ بھی قابل اعتماد ہیں نہ ان کی سمجھ میں کمی ہے

سمجھ دار ہیں مسائل سے بھی واقف ہیں متقی بھی ہیں، واقعی ایسے ہوا واقعی اُنہوں نے دیکھا یا مجرم اقرار کے لے تو حاکم کیا ہے حاکم پھر کچھ نہیں ہے وہ خدا کا حکم نافذ کرنے والا ایک شخص ہے بس اُسے اختیار ہی نہیں ہے کہ وہ کہہ دے کہ میں نہیں کرتا جب گواہ بھی موجود ہیں پھر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نہیں نافذ کروں گا پھر اُسے نافذ کرنا پڑے گا تو طبیعت مبارکہ پر اتنی گرانی ہوئی کہ چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا بالکل جیسے سفید ہو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ یہاں آنے سے پہلے کیوں تصفیہ نہیں کرلیا یہاں آنے سے پہلے ایسا کر لیتے تو یہی آج بھی ہے یہی اس وقت بھی تھا کہ قاضی جو جا ہے عدالت میں فیصلہ دے دے اُسے اختیار ہے یہ بھی کر سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے یہ نہیں ہے۔

حاکم خدا کا نمائندہ ہوتا ہے :

یہ حدود جو ہیں ان میں یہ ہے کہ وہ خدا کا نمائندہ ہے وہ خدا کا حکم ظاہر کرے گا خدا کا حکم نافذ کرے گا۔کیا یہاں یہ صورت کبھی آئی ہے آج تک اگر آج تک کبھی نہیں آئی ہے ایسی صورت اور عدلیہ اس قسم کی قائم نہیں ہوئی ہے تو یہ اسلامی حکومت نہیں ہوئی ہے۔ یہ مسلمانوں کی حکمرانی ہے ضرور،ٹھیک ہے حاکم مسلمان ہیں لیکن یہ کہ حکومت اسلامی ہو اسلامی حکومت تو جب ہوتی کہ یہ صورت بنتی تو اسباب زوال میں تو ہمارے یہی ٹھہرے گا کہ ہم نے اسلام پر عمل نہیں کیا اس وجہ سے ایسے ہوا ہے۔

مدنیہ منورہ کے قاضی سے ملاقات :

ہمارے ایک دوست ہیں مدنیہ منورہ میں شیخ عطیہ سالم وہ پہلے تو تھے ۱۹۶۴ء میں جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی کے ایک شعبہ کے انچارج کچھ اور کام ان کے ذمہ تھے مزید اور یہ ان کا ابتدائی دور تھا اُس کے بعد وہ ۱۹۷۰ء میں مدنیہ شریف کے قاضی تھے میں اُن سے ملا تو انھوں نے مجھے یہ کہا کہ کل عصر کے بعد چلیں گے تو اگلے دن عصر کے بعد وہ مجھے لے گئے ذوالحلیفہ ، بیرعلی اب کہلاتا ہے وہ وہاں لے گئے۔

ذوالحلیفہ کے پانی کی برکت :

وہاں اُنھوں نے کہا کہ دیکھیں ایسی صورت ہے کہ یہاں کا پانی بڑا اچھا ہے اور یہاں کے پانی سے پتھری ٹوٹ جاتی ہے اور فلاں فلاں آدمی ہے اُن کو خدا نے شفاء دی ان کی پتھری ٹھیک ہوگئی۔ میں بھی یہ ٹیوب ویل لگوا رہا ہوں تو ٹیوب ویل انھوں نے تھوڑا سا چلایا ہاتھ سے بور میں جیسے نل لگا لیتے ہیں ہاتھ کا تو اُس میں سے بالکل گدلا پانی آیا ایسا جیسے سیلاب

میں پانی گدلا آتا ہے اور اس پانی کو انھوں نے پیا اور خوشی سے پیا تو اس خیال سے پیا جو خیال ان کو تجربہ سے حاصل ہوا تھا میرے لیے پھر انھوں نے ملازم سے چائے بنوانی چاہی، ملازم نے اتنے عرصہ میں کہہ دیا کہ میں جارہا ہوں وہ بھی چلا گیا اب وہ تھے اور میں تھا اور ان کی گاڑی تھی باقی سارا جنگل تھا تو انھوں نے اپنے آپ چائے بنائی پودینہ وہاں لگا رکھا تھا وہ توڑا وہ اس میں ڈالا سادی چائے بنائی، یہی وہ لوگ پسند کرتے ہیں تو اس درمیان میں وہ کہنے لگے کہ میرا پیشہ اب ایسا ہو گیا ہے ذمہ داری اس قسم کی ہو گئی ہے کہ میں لوگوں سے عام طور پر مل بھی نہیں سکتا اور بغیر ملے رہ بھی نہیں سکتا تو اس لیے میں نے یہاں زمین لے لی اور اب میں یہاں آتا ہوں اور گھر والوں سمیت آجاتا ہوں اور چاندنی رات ہوتی ہے رات گئے واپس چلا جاتا ہوں اور کبھی ایسے ہوتا ہے کہ بس یہیں ہم سو بھی جاتے ہیں صبح جاتے ہیں۔

جج بھی اور بے خوف بھی :

میں نے ان سے پوچھا کہ مدینہ شریف میں کل چار جج ہیں تو ان میں قتل کے کیس بھی ہوتے ہیں چوری کے بھی ہوتے ہیں اور بھی ہوتے ہیں تو کیا آپ کو کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا۔ انھوں نے کہا کوئی خطرہ نہیں میں نے کہا کہ آپ یہ جو کیس کرتے ہیں ان میں کوئی دُشمنی نہیں چلتی۔ کہنے لگے نہیں کیونکہ میرا تو اپنا خیال یہ تھا کہ ہمارے ہاں اگر کوئی جج ایسے کرے کہ آبادی سے الگ جہاں بالکل آبادی نہ ہو وہاں جاکر رات گزارے آبادی ہو وہاں پانچ پانچ چھ چھ میل دور جنگل ہی جنگل ہو وہاں رات گزارے مع بیوی بچوں کے مع کار کے تو صبح کو وہ نہ خود ہو گا نہ بیوی بچے ہوں گے اور نہ کار ہو گی وہاں کچھ بھی نہیں ملے گا۔ میں نے اُن سے پوچھا انھوں نے کہا نہیں یہاں تو ایسی کوئی چیز نہیں ہوتی۔

اللہ کی نمائندگی کا فائدہ :

اس واسطے کہ ہم تو کچھ کرتے ہی نہیں اپنے پاس سے وہ جو مجرم آتا ہے وہ بھی سمجھتا ہے کہ یہ مجھے خدا کا حکم سنا رہا ہے ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ اُسے خدا کا حکم سنا رہے ہیں۔ پھر اُنہوں نے کچھ کیس سنائے اس طرح کے اس میں مجرم کا اقرار کرنا خود رضامند ہو جانا سزا کے لیے وغیرہ وغیرہ۔ میں نے ان سے کہا بھی تھا کہ آپ مجھے لکھ کر بھجوا دیا کریں ہم انہیں وہاں شائع کرتے رہیں گے تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ اسلام میں اس طرح سے فیصلے ہوتے ہیں اور انصاف ہوتا ہے عدل ہوتا ہے ہمیں اسلامی نظام پھیلانے کے مطالبہ میں مدد ملے گی لوگوں کو مائل کرنے اور سمجھانے میں مدد ملے گی لیکن وہ ایسا نہیں کر سکے۔ پھر میں نے اُن کو خط بھی لکھا یاددہانی کا، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انھیں لکھنے کا موقع نہیں ملتا ہو گا۔ اس وقت انھوں نے جو واقعات سنائے تھے وہ بہت سارے تھے۔

جج کے اخلاقی فرائض :

ایک مثال دینے لگے کہ دیکھیں ایک عورت میرے پاس آئی اور اُس نے کہا کہ میرے خاوند کا انتقال ہوگیا اور مجھے اس کی نوٹ بک سے یہ معلوم ہوا کہ اتنے اتنے روپے ان ان لوگوں کی طرف ہیں تو انھوں نے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی گواہ ہے تو اس نے کہا کہ گواہ تو کوئی نہیں بس ان لوگوں کی طرف ہیں تو جب گواہ کوئی نہیں تو قاضی کا کام تو ختم ہوگیا اس سے آگے وہ پھر کچھ نہیں کرسکتا گواہ ہیں تو ٹھیک ہے گواہ نہیں ہیں تو پھر یہ ہے کہ ان لوگوں کو بلا کر ان سے پوچھا جائے گا اور ان سے قسم لی جائے گی اگر وہ قسم نہ کھائیں تو پیسے دیں اور قسم کھالیں گے تو چھوٹ جائیں گے پھر کچھ نہیں کیا جاسکتا پھر خدا کے حوالے۔ اللہ کا کام (انتقام) تو آپ سارا دیکھ ہی رہے ہیں کیا کیا ہوتا ہے کس کس طرح ہوتا ہے۔ جہاں انسان عاجز آ جاتا ہے پھر وہاں خدا کی قدرت نمایاں ہوتی ہے وہ کہنے لگے کہ میں نے ان کو نوٹس بھیج دیے بلالیا اور وہ آئے پیش ہوئے اور ہر ایک نے انکار کردیا، انکار کردیا تو قسم لینے سے پہلے میں نے ان سے کہا کہ میں ذرا عدالت سے فارغ ہوجاؤں تو پھر مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ اب عدالت کا کام اتنا ہی تھا کہ ان سے قسم لے لیتے اور چھوڑ دیتے لیکن ایسے نہیں ہوا انہوں نے اپنا کام پورا کیا اُس کے بعد پھر ان سے الگ بات کی۔

ترغیب وترہیب :

ان سے کہا کہ بھئی دیکھیں کہ ایسے ہوا ہے کہ ان کے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے یہ بیوہ ہیں ان کے گزر اوقات کی کوئی سبیل نہیں ہے، اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ آپ میں سے ہر آدمی یہ سوچ کہ اگر اُس کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آجائے تو وہ اپنے لیے کیا پسند کرے گا۔ دوسرے یہ کہ خدا کے ہاں سب نے پیش ہونا ہے آپ وہاں کا خیال کریں اگر آپ کی طرف پیسے ہیں تو وہاں آپ کیا جواب دیں گے تو انھوں نے کہا کہ ہمیں کچھ مہلت دیجیے ہم اپنے حسابات چیک کریں تو انھوں نے ان کو اگلی تاریخ ایک ہفتہ دے دیا کہ ایک ہفتہ بعد فلاں تاریخ کو آپ لوگ آجائیں اس عورت کو بھی بھیج دیا پھر وہ لوگ اگلی تاریخ پر آئے۔ وہ کہتے ہیں کہ جتنا اس کی نوٹ بک میں لکھا ہوا تھا اُس سے زیادہ ہر ایک کے پاس رقم تھی اُس نے نوٹ بک میں کچھ لکھا ہوگا اور کچھ لکھنے سے رہ بھی گیا ہوگا تو ہر ایک نے وہ بتایا جو اُس سے زیادہ تھا جتنا اُس نے نوٹ بک میں لکھا ہوا تھا اور انھوں نے وہ دے دیا۔ اب وہ کہنے لگی کہ اس میں کسی سے دُشمنی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یعنی ہم اگر اپنی عدالت کے حقوق سے آگے بڑھ کر بھی کوئی بات کرتے ہیں تو وہ بھی اس انداز سے کرتے ہیں تو اس انداز سے بات کرنے میں دُشمنی کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو اس طرح کی چیزیں جو اسلامی نظام کی ہیں وہ نہیں رہیں۔ نہیں رہیں تو

زوال آگیا تو اسبابِ زوال کی وجہ یہ ہے کہ عمل نہیں رہا۔

اسلام کو کبھی زوال نہیں ہوا :

آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسلام کو زوال ہوا یا اسلام پر عمل کرتے ہوئے زوال ہوا بلکہ یہ ہے کہ اسلام پر عمل چھوڑا تو زوال ہوا۔

سائنسی ترقی مشکل نہیں ہے :

اور ترقیاں مادی یا جتنی بھی فنی ہیں مشینی ہیں اس طرح کی جو ترقیاں ہیں وہ تو کوئی خاص (مشکل) چیز نہیں ہیں نظر آرہی ہے کہ خاص چیز ہے حقیقت یہ ہے کہ کوئی خاص چیز نہیں ہے۔ اگر آپ مضبوط ہوں اور محنت کریں تو آپ ان سے آگے بڑھ سکتے ہیں اور اگر آپ چاہیں تو ہر چیز سمگل ہو جاتی ہے۔ سائنسی ایجادات میں سب سے آگے جرمن تھا اب وہاں کے سائنس دانوں کو روس بھی لے گیا امریکہ بھی لے گیا جتنا ان سے حاصل ہو سکتا تھا وہ انہوں نے ان سے حاصل کیا باقی اپنے آپ ترقی کی اور ہم اپنے آپ کچھ کرتے ہی نہیں

پاکستان اور گائیڈڈ میزائیل :

ہمارے ایک دوست ہیں اسکواڈن لیڈر وہ بتاتے تھے کہ میرے فلاں عزیز تھے انھوں نے گائیڈڈ میزائیل کا فارمولا نکالا تھا۔ سہروردی کے پاس گئے تو سہروردی نے کہا کہ یہ کام مجھے تو نہیں آتا میں تو اسے نہیں سمجھ سکتا فلاں سے مل لیں وہ کون تھا وہ انگریز تھا انھوں نے کہا انگریز سے میں نہیں ملتا کیونکہ انگریز تو ہر جگہ سے آدمی لے جاتے ہیں اور فارمولے خرید لیتے ہیں یا اس آدمی کو لے جاتے ہیں اس کو لالچ دے دیتے ہیں کہ یہ نہ کرنا اتنا روپیہ لو اور بیٹھے رہو گھر میں وہ اپنی اقتصادیات کے پیشِ نظر اور اپنے ملک کو فائدہ پہنچانے کے لیے سب کچھ کرتے ہیں جھوٹ سچ دھوکہ وغیرہ سب تو اُس نے کہا اُس سے تو میں نہیں ملوں گا وہ بالکل مخلص بے غرض آدمی تھے پھر انھوں نے کہا کہ فلاں آدمی سے مل لیں وہ پھر اُس آدمی سے ملے اُس آدمی نے کہا میں اس فن کا آدمی نہیں ہوں ہمارا آدمی جو ہے پاکستانی وہ گیا ہوا ہے اور وہ فلاں تاریخ تک واپس آجائے گا اس کو آپ سمجھائیں۔ انھوں نے کہا کہ دیکھئے یہ ٹیلی فون آپ کے پاس رکھا ہے میں آپ کو ایک چیز دکھاؤں گا مثلاً یہ کہ میں اس جگہ ٹک ٹک کروں گا تو یہ ٹیلی فون میں خود بخود ٹک ٹک ہوگی تو پھر آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہاں کے میرے کسی عمل سے یہ متاثر ہو رہا ہے تو اُس نے کہا کہ یہ تو ٹھیک ہے مگر فنی آدمی تو وہی ہے وہ آئے گا تو سمجھ سکتا ہے۔

پاکستان سب سے آگے ہوتا مگر پاکستان کی بدقسمتی :

اب یہ ملک کی بدقسمتی کا حال ہے کہ جب وہ آیا ہے تو وہ ان سے ملا تو وہ سمجھ گیا اس کو اور یہ کہنے لگا کہ بالکل ٹھیک ہے اور میرا نمبر جو ہے ٹیلی فون کا وہ ففٹی ففٹی ہے۔ مطلب یہ تھا کہ چلو اس طرح سے کرو اور کماؤ حکومت سے لو اور میرا اور تمہارا آدھا آدھا حصہ رہے گا تو اس طرح کے لوگ جو ہوتے ہیں وہ بھی کچھ غیرتمند ہوتے ہیں یا فنی استغناء ہوتا ہے ایک طرح کا۔ انھوں نے کہا کہ یہ خراب آدمی ہے میں اس کو اپنا فن نہیں دینا چاہتا تو اُنہیں سمجھانے والا کوئی نہیں تھا کہ چلو یہ خراب آدمی ہے ملک تو خراب نہیں ہے فن تو اپنا دو آگے یہ سمجھانے والا کوئی نہیں تھا تو وہ اس طرح رہے اور چند سال بعد ان کا انتقال ہو گیا تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اُس وقت بنا ہوتا جب گائیڈڈ میزائیل کا کوئی تصور بھی نہیں تھا کہیں بھی تو پاکستان سب سے آگے ہو جاتا تو فنی ترقیاں جو ہیں جو مادی ہیں اُن کی بھی ہمارے پاس کمی نہ ہوتی۔ کمی اگر ہے تو بس یہی ہے کہ ہم صحیح اور سچے لوگ نہیں ہیں اور اسلام تو صحیح اور سچا ہی بناتا ہے۔ اگر اسلام پر عمل کرتے تو صحیح سوچ ہوتی اور ہم سچے ہوتے تو پھر ہمیں زوال نہیں ہوتا پھر تو ترقی ہوتی۔

غلطی فہمی :

تو اسباب زوال پر یہ کہنا کہ مذہب ایک ایسی چیز ہے جو زوال کا باعث ہے یہ تو بہت ہی غلط فہمی اور بہت ہی بُری بات ہے۔ ایک مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا مگر مسلمان ایسے ہیں کہ اُنھیں خود اپنی معلومات نہیں ہیں جب کوئی کہتا ہے تو یہ جملہ سن لیتے ہیں اور پھر سُن کر اسی کے قائل ہو کر اس جملہ کو آگے ہی چلاتے ہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے جو زوال ہے وہ عمل نہ کرنے سے ہے۔ قرآن پاک میں حکم ہے "جو قوت تم حاصل کر سکتے ہو وہ قوت حاصل کر کے تیار رہو" تو تم تیار رہو یہ حکم تو ہمیں ہے اور رہتے ہیں تیار سکھ۔ یہ عجیب بات ہے دوسرے تیار رہتے ہیں اور ہم نہیں تیار رہتے تو ہم نے قرآن پاک کے حکم سے رُوگردانی کی اسلام سے رُوگردانی کی اور زوال کا باعث بنے ورنہ یہ نظام اور اقتصادی نظام اور عدلیہ سارے کے سارے کامیاب جا رہے تھے اور یہ چلتے رہے ہیں تیرہ سو سال تک۔ اتنا طویل نظام دُنیا میں کوئی نہیں ہوگا اور نہ ہی مرتب اور منظم شکل میں ہوگا جتنا اسلام کا ہے۔ اور اپنے مذہب سے اتنی ناواقفیت شاید کسی قوم کو نہ ہوگی جتنی ناواقفیت مسلمانوں کو اپنے مذہب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال صالحہ اور صحیح راستہ پر چلائے آمین۔

☆☆☆